سیرت پاک
قسط نمبر ۲

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے معجزانہ پہلو

از محمد اسلم سیف
فیروزپوری

آپؐ کی حفاظت کا الوہی انتظام

آنحضورؐ جس مشن کی تکمیل کے لیے مبعوث کیے گئے وہ بڑا ہی پرخطر تھا۔ آپؐ معبودان باطل کی بے بسی اور بے کسی علانیہ بیان کرتے اور توحید خالص کی پرزور دلائل کے ساتھ دعوت دیتے۔ قریش اسے کسی طرح برداشت نہ کر سکتے تھے کیونکہ اسی باطل نظام کے ساتھ ان کی معاشرتی معاشی اور سیاسی مفادات وابستہ تھے۔ انہوں نے آپؐ کی دعوت اور آپؐ کی برپا کردہ اس اسلامی تحریک کو کچلنے اور ناکام بنانے کے لیئے ہر قسم کے حربے استعمال کیئے جن میں ناکامی کے بعد وہ آپؐ کی جان لینے کے درپے ہو گئے۔ وہ آپؐ کے قتل کے منصوبوں اور سازشوں میں ہر مرتبہ اس لیئے ناکام و نامراد رہتے کہ آپؐ کی حفاظت کا ذمہ دار خود اللہ تعالےٰ جو تمام کائنات کے اقتدار کا مالک ہے، نے لیا تھا۔ قرآن مجید میں یہ معجزانہ حقیقت اس طرح بیان کی گئی ہے۔

"اے پیغمبرؐ! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا وہ لوگوں تک پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔ اللہ تمہیں لوگوں کے شر سے بچانے والا ہے۔ یقین رکھو کہ وہ کافروں کو تمہارے مقابلے میں کامیابی کی راہ ہرگز نہ دکھائے گا۔"

(سورۃ مائدہ۔ آیت ۶۷)

یہاں چند ایسے واقعات بیان کیئے جاتے ہیں جن سے قرآن پاک کے اس معجزانہ اعلان کی وضاحت ہوتی ہے۔

ابولہب اور اسکی بیوی

سورۃ لہب مکہ میں نازل ہوئی جس میں ابولہب اور اس کی بیوی کی مذمت ان الفاظ میں کی گئی کہ

"ٹوٹ گئے ابولہب کے ہاتھ اور وہ نامراد ہو گیا۔ اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا وہ اس کے کسی کام نہ آیا۔ یقیناً وہ شعلہ زن آگ میں ڈالا جائے گا اور اس کے ساتھ اسکی جورو بھی۔ لگائی بجھائی کرنے والی۔ اس کی گردن میں مونجھ کی رسی ہوگی۔" اس سورۃ

کے نازل ہونے پر ابولہب کی بیوی ام جمیل جو ابوسفیان کی بہن تھی اور حضورؐ کی دشمنی اور عداوت میں اپنے خاوند سے کسی طرح کم نہ تھی۔ ایک ہاتھ میں پتھر لیئے اور آنحضرتؐ کی ہجو میں اپنے کہے ہوئے اشعار کہتی اور اول فول بکتی حرم کی طرف آئی۔ اس وقت آپؐ اور حضرت ابوبکرؓ حرم شریف میں موجود تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ام جمیل کو آتے دیکھ کر آنحضرتؐ سے کہا کہ وہ آرہی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آپؐ کو دیکھ کر کوئی بے ہودگی کرے گی۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی۔ اس نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا۔ "سنا ہے کہ تمہارے ساتھی نے میری ہجو کی ہے؟"

حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ "اس گھر کے رب کی قسم! انہوں نے تیری ہجو نہیں کی۔ یہ سن کر ام جمیل واپس چلی گئی۔ حضرت ابوبکرؓ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ تمہاری ہجو اور مذمت محمدؐ نے نہیں بلکہ خدا نے کی ہے۔

ابوجہل کا مذموم ارادہ

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریش کی تمام مصالحانہ کوششیں بارآور نہ ہوئیں تو ابوجہل نے ان لوگوں سے کہا تم نے دیکھ لیا کہ محمدؐ نے ہمارے آبائی دین کو برا کہنے، ہمارے معبودوں کو گالیاں دینے اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ قرار دینے کا طرز عمل ترک کرنے سے صاف انکار کردیا ہے۔ اب میں خدا کی قسم کھا کر تمہارے سامنے عہد کرتا ہوں کہ میں کل ایک بھاری پتھر لے کر بیٹھوں گا اور جب محمدؐ نماز پڑھتے ہوئے سجدے میں جائیں گے تو اس پتھر سے ان کا سر کچل دوں گا۔ اگلے روز ابوجہل پتھر لے کر بیٹھ گیا۔ آنحضرتؐ حسب معمول نماز کی ادائیگی کے لیئے حرم کے اندر تشریف لائے۔ جب آپؐ سجدے میں گئے تو وہ اپنے پروگرام کے مطابق پتھر لے کر آگے بڑھا اور آپؐ کے قریب جاکر یکدم پلٹا۔ اس کا رنگ فق تھا۔ خوف کی وجہ سے اس پر لرزہ طاری تھا۔ پتھر اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ قریش کے سردار جو قریب ہی تماشا دیکھنے کے لیئے موجود تھے اٹھ کر اس کے پاس گئے اور پوچھا ابوالحکم تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا میں اس کام کے لیئے آگے بڑھا تھا جس کا تم سے کل وعدہ کیا تھا۔ مگر جب ان کے قریب پہنچا تو میرے اور ان کے درمیان ایک زبردست اونٹ حائل ہوگیا۔ میں نے کبھی اتنے بڑے سر، ایسی گردن اور ایسی کچلیوں والا اونٹ نہ دیکھا تھا۔ وہ مجھے چبا ڈالنے کے لیئے تیار ہوگیا۔ بعد میں حضورؐ نے فرمایا کہ وہ جبرائیلؑ تھے۔

قریش کا مکروہ منصوبہ

ایک دن قریش نے یہ طے کر لیا کہ آج محمدؐ کی بوٹی بوٹی اُڑا دی جائے۔ انہیں یہ مشورہ کرتے ہوئے آپؐ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سن لیا۔ وہ روتی ہوئی آپؐ کے پاس آئیں۔ آپؐ نے انہیں تسلی دی۔ اس کے بعد پورے سکون واطمینان کے ساتھ حرم کی طرف تشریف لے گئے۔ دشمن آپؐ کو دیکھتے ہیں مگر فوراً ان کی خون آشام نگاہیں سرنگوں ہو جاتی ہیں اس کے بعد آپؐ نے چند کنکریاں اٹھا کر ماریں جن جن کو یہ کنکریاں جا کر لگیں وہ غزوۂ بدر میں قتل ہو گئے۔

ہجرت کی فیصلہ کن رات

جس رات آنحضرتؐ نے مکّہ سے ہجرت کی یہ وہی رات تھی جس میں قریش نے اپنے خفیہ اور متفقہ منصوبے کے مطابق آپؐ کو قتل کرنا تھا جس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بذریعہ وحی دے دی تھی۔ پروگرام کے مطابق قریش کے بڑے بہادر اور جنگجو وقت مقررہ پر آپؐ کے مکان کے باہر آ پہنچے۔ وہ تمام رات جاگتے رہے اور آپؐ کے باہر تشریف لانے کا انتظار کرتے رہے۔ اس دوران میں کہ دشمن گھیرا ڈالے ہوئے تھے رات کے کسی حصے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اطمینان سے باہر تشریف لائے اور ان کے سروں پر خاک ڈالتے ان کے سامنے سے نکل گئے۔ اس وقت آپؐ کی زبانِ مبارک پر سورۃ یٰسین کی ابتدائی آیات جاری تھیں جن کا مطلب یہ ہے "اور ہم نے ان کے آگے اور پیچھے دیواریں کھڑی کر دیں اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اب انہیں کچھ نہیں سوجھتا" (سورۃ یٰسین آیت ۹)

غارِ ثور کا نازک ترین لمحہ

مکہ سے نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غارِ ثور میں پناہ لی۔ اُدھر قریش نے آپؐ کی تلاش میں مکہ اور اس کے گرد و نواح کا چپہ چپہ چھان مارا۔ کھوجیوں کی خدمات حاصل کی گئیں تاکہ وہ آپؐ کے قدموں کے نشانات سے آپؐ کا سراغ لگائیں۔ کھوجی قریش کے لوگوں کو غارِ ثور تک لے آئے۔ ایک کھوجی نے کہا اس سے آگے کچھ پتہ نہیں چلتا۔ قریش کے ایک شخص نے کہا کہ غار کے اندر چل کر دیکھیں لیکن امیہ بن خلف نے کہا اس میں کیا پاؤ گے؟ اس غار پر تو مکڑی کا جالا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے پہلے کا معلوم ہوتا ہے اس کے بعد سب واپس ہو گئے۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دشمنوں کو عین غار کے دہانے پر دیکھا تو عرض

کی یا رسول اللہ اگر ان میں کوئی جھک کر نیچے دیکھے تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے سکون و اطمینان سے جواب دیا اے ابوبکر! تمہارا ان دو آدمیوں کے متعلق کیا خیال ہے جن میں تیسرا اللہ ہے؟

سراقہ کا واقعہ

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے نرغے سے نکل آئے تو کفار نے اعلان کیا کہ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گرفتار کر کے لائے گا یا معاذ اللہ اس کا سر کاٹ لائے گا اسے ۱۰۰ اونٹ بطور انعام دیئے جائیں گے صحیح بخاری کی روایت کے مطابق سراقہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تعاقب میں نکلا اور آپؐ کے نزدیک پہنچ گیا اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سخت تشویش لاحق ہوئی مگر حضورؐ کے قلبی سکون میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپؐ نے دعا کی۔ تین دفعہ سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں دھنس گئے۔ تو اس نے فال کے تیر نکال دیکھے ہر بار اس کی مرضی کے خلاف جواب آیا۔

آخر کار اسے یقین ہو گیا کہ یہ کوئی اور ہی راز ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات اسکی گرفت سے باہر ہے تو اس نے اپنے برے ارادے سے توبہ کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے امان کا خط لے کر لوٹا۔ اس کے بعد جو کوئی بھی آپؐ کے تعاقب میں اس طرف آتا اُسے وہ یہ کہہ کر لوٹا دیتا کہ ادھر میں نے خوب اچھی طرح دیکھ لیا ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ میری نظر کتنی تیز ہے۔ اس طرح وہ شخص جو چند لمحے قبل آپؐ کی جان کا دشمن تھا آپؐ کا پاسبان بن گیا۔ یہ ہے خدا کی طرف سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی حفاظت کے معجزانہ انتظام کی ایک جھلک۔

پہرے کا انتظام

جب آپؐ مدینہ تشریف لائے تو حالات بڑے پر خطر تھے۔ صحابہ کرامؓ جاں نثاری کی بنا پر آپ کی حفاظت کی خاطر کاشانۂ اقدس کے گرد پہرہ دیا کرتے تھے۔ ایک رات جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ ان لوگوں سے آپؐ کی حفاظت کرے گا تو آپ اسی وقت باہر تشریف لائے اور فرمایا۔ لوگو! واپس جاؤ خدا نے میری حفاظت کا کام خود اپنے ذمے لیا ہے۔ یہ وعدۂ حفاظت ہزار ہا خطرات اور مشکلات کے باوجود بھی پورا ہوا۔

غزوہ اُحد میں آپؐ کی حفاظت

جب مسلمانوں کے ایک گروہ کی غلطی سے جنگ احد کا نقشہ پلٹ گیا اور [illegible]

یلغار سے مسلمان مجاہدین کے پاؤں اکھڑ گئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس دشمنوں کے نرغے میں آگئی اور ہر طرف سے آپؐ پر تلواروں، تیروں اور پتھروں کی بارش ہونے لگی تو صحیح بخاری کی روایت کے مطابق اس وقت دو سفید پوش فرشتے آپؐ کے پاس کھڑے آپؐ کی حفاظت کا فرض انجام دے رہے تھے۔

یہودیوں کی سازشیں

یہ ۴ ہجری کا واقعہ ہے کہ خون بہا کے ایک معاملے میں تصفیے کی خاطر آپؐ اپنے چند جاں نثار صحابہ کرامؓ کے ساتھ بنونضیر کی بستی میں تشریف لے گئے وہاں یہودیوں نے آپؐ کو چکنی چپڑی اور خوشامدانہ باتوں میں لگایا اور اندرون خانہ سازش تیار کی کہ ایک شخص اس مکان کی چھت پر سے ایک بھاری پتھر آپؐ کے سر پر گرا دے جس کی دیوار کے سائے میں آپؐ تشریف فرما تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ سازش پر عمل کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بروقت خبردار کر دیا اور آپؐ وہاں سے فوراً اٹھ کر مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

خیبر کے موقع پر ایک یہودیہ نے آپؐ کو کھانے میں زہر ملا کر پیش کیا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ آپؐ نے پہلا لقمہ کھاتے ہی فرمایا یہ گوشت نہ کھاؤ کیونکہ اس نے مجھے کہا ہے کہ اس میں زہر ملا ہے۔ یہودیہ کو بلا کر جب معاملہ کی تحقیق و تفتیش ہوئی تو اس نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا خدا تجھے اس پر قابو نہ دیتا۔

آخری گزارش

یہ چند واقعات اس امر کی شہادت کے لیئے کافی ہیں کہ آپؐ کی ذات بابرکات کی حفاظت کا انتظام شہنشاہ کائنات، ربِ کائنات نے اپنے ذمہ رکھا تھا اور یہ سب کچھ آپؐ کی نبوت کے دلائل اور نشانیوں میں سے تھا۔ یہ ایک معجزہ تھا جسے دوست اور دشمن سبھی تسلیم کرنے پر مجبور تھے اور اسی بنا پر آپؐ نے نبوت و رسالت کے فرائض اولوالعزمی بے خوفی اور صبر و استقلال سے ادا کئے ان کی ادائیگی میں کبھی آپؐ کو اپنی جان کا خوف و خطر دامنگیر نہ ہوا۔